رجسٹرڈ نمبر ......

حب الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر ڈاکٹر سعید احمد علوی نسیم — قیمت ۱۸ نئے پیسے

سالانہ چندہ صرف چار روپیہ (للعدد)
فی پرچہ اٹھارہ نئے پیسے ۱۸/

ترسیل زر کا پتہ
۱۔ شمس علوی منیجر کاکوری اخبار ۳۴/۳ امین آباد پارک لکھنؤ
۲۔ مبارک بک ڈپو بندر روڈ مقابل ڈینسو ہال کراچی ۲
خبروں اور مضامین کے سلسلے میں خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر ۱ | ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ ہجری | شمارہ نمبر ۴

ظہور نبوی ؐ

از صلاح الدین احسن (ایم اے)

ہر طرف سے جب ہوائے انتشار آنے لگی
اور زمانہ پر فضائے خلفشار آنے لگی
حضرت آدم کی کامل سرفرازی کیلئے
جوش پر خود رحمت پروردگار آنے لگی
شامۂ تمامست سراپا فضائیں عطر بیز
وادی بطحا میں بوئے مشکبار آنے لگی
آمنہ کے گھر میں تھا حور و ملائک کا ہجوم
اور درودوں کی صدائے اختیار آنے لگی
احمد ختم رسل کی پیشوائی کے لئے
پھر فرشتوں کی قطار اندر قطار آنے لگی
کفر سجدے میں گرا تاریکیاں رخصت ہوئیں
اب شعاع وجہ مطلق آشکار آنے لگی
پھر چراغ دین دو عالم سبز و زاں ہو گئے
روشنی حق کی دلوں تک تابدار آنے لگی
روح کی گہرائیاں بھی جگمگا اٹھیں احسن
اب تجلی حسن کی بے اختیار آنے لگی

خرافات

حضرت شبیر احمد صاحب عباسی کاکوروی

بنا کے لائی ہے شلوار مادر لیلا | کہ خود ہی کھینچا کا بدن پہ کیس میلا
قفس کو توڑ کے میں نے چلد یا صیاد | دھرا ہی رہ گیا پنجرا تر اتر تھیلا
وہ جا رہے ہیں عدو کی گلے میں بانہیں ہا | لگا ہے پان کی پیا یہ انیٹ کا نوالا
یہ کہہ کے چلدیئے سب یاران نسل ضعیف | کہ بی بی آپ کا تو ناقہ نکل گیا بیلا
وہ آئے رنج میں بالعموم پہ لیکے ستار تقیب | کسی بھی جا میں رہ سکتے ہیں ایک قسم چھیلا
ہوا دیکھا کہ جو ہوتا تھا در نہیں ممکن | بجا یا لاکھ بچھا در بان نے تشدد وا ویلا
لیا ب کے ایک چٹنی جو نقد در باں کی | تو ہائیں ہائیں بھی مطلق نہ کوئی واویلا
بگڑ گئے جس نے یوں سارا بانگ دی آواز | کہ رو رکتا ہے ناقہ کہ دونوں پہ ایک ٹٹ ھیلا
حسین چوریاں سجنے لگیں سر محفل | جو بندہ محرم جاناں کا ہو گیا ڈھیلا

... ڈرے ہیں وہ دل کی نکلے دم رخصت
... امید نہ رکھنا جو منہ سے کچھ نکلا

(باقی آئندہ)

عرض حال

توقعات تو یہ تھیں کہ پہلے ہی چاند سے پرچے کے بعد ہم کو یہ اطلاع مل جائے گی کہ جتنے پرچے ہم روانہ کر رہے ہیں یا نہ صحیح پتہ پر پہونچ رہے ہیں یا نہیں اور جن حضرات کو پہونچ رہے ہیں وہ اخبار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ آج چوتھا نمبر ناظرین کرام کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ ہمارا واحد مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ فی الحال یہ ۵۰ پرچے کراچی خاص، ۶ پرچے راولپنڈی، ۳ پرچے لاہور اور ۱۴ پرچے مغرب میں متفرق مقامات میں یا ۱۵ پرچے مشرق میں جو ہم برابر روانہ کر رہے ہیں، یہ جملہ حضرات واقعتاً اخبار جاری رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ ہم جملہ ارباب وطن سے ملتمس ہیں کہ وہ براہ کرم اپنی پہلی فرصت میں ایک پوسٹ کارڈ ذریعہ اطلاع کر دیں تاکہ رجسٹر ڈاک یا رجسٹر خریداران مکمل کیا جا سکے۔ جو حضرات پوسٹ کارڈ کا بار گراں بھی برداشت کرنا نہیں چاہتے وہ اپنے قریبی رپورٹر کو زبانی مطلع فرما دیں۔

رپورٹرس کے بارے میں ہم اعلان کر چکے ہیں کہ کراچی میں احسان احمد صاحب علوی، علی یاور صاحب علوی، ماجد حسن صاحب اور تصدق حسن صاحب علوی سے رجوع کیجئے۔ اسی طرح راولپنڈی میں :- ذکی علی علوی سے اور مشرق میں محمد عارف صاحب علوی یا محمد امین صاحب کو مطلع کیجئے۔ چندہ کی ادائیگی کے لئے حاجی محمد حسن صاحب علوی مبارک بک ڈپو کراچی کو روانہ فرمائیے بھارت میں تو پندرہ بیس حضرات اپنا چندہ ادا کر چکے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ اخبار جاری رکھا جائے۔ چندہ عنقریب روانہ کیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ ہم پاکستان کے رپورٹرس سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈاک مصارف جو کچھ بھی ہوں گے وہ ہم ان کے چندے سے ہی وضع کرتے رہیں گے اخبار ان کو برابر پہونچتا رہے گا۔ صرف اتنی پابندی ان حضرات پر ضرور رہے گی کہ رپورٹس مقررہ تاریخوں پر ایسے روانہ کی جائیں کہ ۱۰ اور ۲۵ تاریخ سے پیشتر ایڈیٹر کو پہونچ جائیں، کیونکہ اخبار مذکورہ بالا تاریخوں پر کتابت کے لئے دیدیا جاتا ہے۔

ہم جملہ اہل قلم اور مضمون نگار بھائی بہنوں سے توجہ کرنے کی استدعا کریں گے۔ سید نذر علی صاحب [illegible] ہوں یا غلام احمد صاحب فرحت، وحیدہ نسیم صاحبہ ہوں یا عفت بانو صاحبہ زیبا سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا کے اخبارات و رسائل تو جواہر ریزوں سے مرصع ہوں مگر وطن کا غریب خادم الطاف و کرم کی نوازش سے محروم ہے۔ خدارا کاکوری اخبار کی طرف توجہ فرمائیے۔ نظمیں ہوں یا غزلیں اتنا ضرور خیال رکھئے کہ صفحات محدود ہیں۔ مضمون اتنا بڑا نہ ہو کہ باقی آئندہ لکھنا پڑے حتی الامکان مضامین طولانی نہ ہوں غزلیں اور نظمیں بھی زیادہ طولانی ہم شائع نہ کر سکیں گے حد سے حد دس اشعار کیونکہ صفحہ اول اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسرا صفحہ ایڈیٹوریل یا مراسلات کے لئے ہے صفحہ سوم صرف مضمون کے لئے رکھا گیا ہے ۵ واں پاکستانی ڈاک، ۶ واں حالات وطن کے لئے ہے اگر خبریں زیادہ نہ ہوئیں یا پہونچ نہ پائیں تو ضرور چھوٹے چھوٹے شہ پارے درج کر سکتے ہیں۔

ہم مسودہ روانہ ہی کر رہے تھے کہ نصیح الدین صاحب علوی کا کارڈ ملا ہے۔ خان بہادر انعام علی صاحب عباسی کے نام کے ساتھ صاحب کا لفظ غالباً سہواً رہ گیا ہم ہمیشہ خان بہادر کے ساتھ لکھنے کے عادی ہیں۔ اس مرتبہ کسی خط سے موصوف کی کیفیت مزاج لکھی گئی، تحریر میں صرف یہی لکھا ہوا تھا کاتب جی ہی لکھ گئے

بہر حال خواہ سہواً رہا یا قصداً چھوڑ دیا گیا۔ ہمیں افسوس ہے مگر اس سے خود موصوف کی کسی اخلاقی کمزوری کا جواز کیسے نکالا جا سکتا ہے۔

کاکوری اخبار کا خریدنا اور بنانا آپ کا وطنی فرض ہے

پھرے پھر دن میں کاکوری کے ساقی پھر کے گنبر دے

موسیو اعتقاد الحسن صاحب علوی بی آئی اے کراچی میں ملازم ہیں ور ماشاء اللہ خوش ہیں۔ یکم اکتوبر کو وارد لکھنؤ ہوئے۔ یہ شاہد الحسن صاحب علوی مرحوم تاڑ ملہ کے پسر سوم ہیں۔ ان کا عقد نکاح دختر دوم جناب شیخ راشد علی صاحب علوی چاند محل کاکوری کے ساتھ ۱۴ر اکتوبر کو ۱۱ بجے قبل زوال کاکوری کو بھی جناب منشی امتیاز علی صاحب میں ہزاروں خیر و خوبیوں اور ان گنت خوشیوں کے لئے ہوا۔ ان کے ریڈ ایم ضلع لکھنؤ درج تھا۔ ان کو یہاں پہونچ کر پتہ چلا کہ خلاف قیاس و گمان محفل نکاح کاکوری میں منعقد ہوگی۔ چند اہل درد نے ضلع لکھنؤ میں کاکوری کو شامل سمجھا۔ چند اہل نظر نے معاملہ اہم جانا۔ تصادم آرا پر سی آئی ڈی سے صراحت چاہی گئی۔ معلوم ہوا کہ لکھنؤ پراپر چھوڑ کے اگر کہیں کوئی چلا جائے تو مجرم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میلوں دوڑ، کوسوں گردش کے بعد ۱۳ر اکتوبر ۱۰ بجے رات اجازت نامہ حاصل ہوا الحمدللہ۔

ایک لاری دو موٹروں کو براتیوں نے مصروف عمل رکھا۔ دولہا مع ہمراہیان موٹر میں بیٹھے ہی تھے کہ ڈرائیور نے پٹرول ختم ہونے کی اطلاع دی۔ لاری روانہ ہوگئی۔ کوئی ایک گھنٹہ گذر گیا۔ موٹر اب آئے اب آئے۔ ٹھاکر گنج میں لاری والے براتی وقف انتظار رہے کوئی کہتا کہ ہم برات میں اسی لئے ساتھ نہیں جاتے۔ ہم نے جی بھر ناشتہ ہی نہیں کیا تھا۔ میلے پانوں کے بیڑے پڑیا میں نہیں رکھے اور لیجئے میری نشستی کی تباکو بھی ختم ہوگئی۔ یہ لیجئے اس بڈھے کو پاخانہ لگا ہے۔ ڈھابہ بھی نہیں اور لیجئے مجھے پیشاب لگا ہے۔ نہ ڈھیلا، ڈھرکی سڑک ہے نہ پانی۔ طرح طرح کے چرچے ہوتے رہے براتیوں میں وہ بھی تھے جو کبھی کاکوری نہیں گئے تھے اور وہ بھی تھے جو برسوں کے بعد کاکوری جا رہے تھے۔ وطن میں قصبہ کے اندر پہونچ کر بسا پر پہنچے ایک میٹھے درد کی طرح لطف اٹھا رہے تھے۔ تاڑ ملہ استقبال کرنے والے سرو قد ایستادہ بدیر پہنچنے کے شکوے لبوں سے باہر آنے کو۔ مگر انھیں کیا خبر کرنا پڑی تھی راہ میں منزل جگہ جگہ۔ درگاہ گنج تھانہ پر آنے کی رپورٹ کو درج کرانے کا مرحلہ سنگین تھا۔ اس نے خاصہ وقت لے لیا۔ اسپرسٹ ادکر ان کے علی الرغم باراتی بھاگم بھاگ اتری کرنے لئے روپ بدل کے دادا نانا کی ڈیوڑھی برات سج دھج کے ساتھ روانہ ہو۔ کوئی کھنڈر دیکھنے میں لگ گیا۔ کوئی مانگ پٹی درست کرنے، کپڑے بدلنے، پانی پینے منہ دھونے میں مشغول ہوا۔ وطن کی خاک سے پرے تھے خاک آلود سرد آہیں گرم گرم آنسوؤں کے ساتھ بہتے چلے گئے۔ بارات روانہ ہوئی۔ کسی نے زنانہ خانہ کی ویرانگی دل پر حسرت دیاس دیکھنے کا جذبہ ظاہر کیا۔ کسی نے اپنی جھجک اور پچھلی یادوں پر آنسو بہائے۔ یہ بھی ہوا، وہ بھی ہوا۔ بارات چلی۔ آگے مرد پیچھے عورتیں پھر مرد، یہ حراست کے نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ اتفاق محض اتفاق، وطن کا سماں، وطن کی زمین، وقف نظارہ وطن کے در و دیوار، وطن کی خاک، وطن کے گلیوں کے نشیب فراز، ہکا بکا، وطن کے لوگ گم سم، یہ نفیسیں، پانچوں ڈانڈیوں پر چلنے والیاں، مخملی چپلیں پہنیں، یہ دستکاری کے پائنچے سمیٹے خراماں خراماں تاڑ ملہ کی طرف جا رہی ہیں، انقلاب زندہ باد کی گونجیں کانوں میں آرہی تھیں۔ نئے زمانے نئے وقت کا چتر سایہ فگن تھا۔ جلو میں نئی آزادی اور حریت دوش بدوش اور نقیب بنی ہوئی آگے آگے۔ پاکستان میں، اور ترک وطن کی یادیں تازہ، زمینداری ابالیشن کے اثرات ما بعد سے دل و دماغ ماؤف اور متاثر۔

تاڑ ملہ آیا۔ عورتیں گھر میں داخل، ہنسی مذاق اور ٹھٹھوں قہقہوں سے فضا گونج اٹھی۔ گردش ایام نے معذرت چاہی۔

لیل و نہار کے انقلاب نے آنکھیں پھیریں، اذکار زمانہ نے چند سے مہلت دی۔ دلہن کر دیے جانے والے جوڑوں کا گوٹا کی دکھائی ہوئی۔ دلوں سے دادیں نکلیں، اجڑی بستی میں گویا رہنے گاؤں میں اونٹ آیا، پُرانی پُرانی صورتیں سامنے آئیں۔ بھولی ہوئی شکلیں اِدھر اُدھر زیب محفل میں نظر آئیں، وہ شمیم الدین صاحب کی اہلیہ ہیں، وہ بنّن خالہ کی بیوہ فاطمہ، منّا او میاں کی بیوہ وہ مشیر الدین مرحوم کی بیوہ۔ سجادہ نشینان کاکوری کی بیویاں۔ اماں ظہر رحیم یار خاں جلول تلہ مولوی محلہ کی رہی سہی ہستیاں، پرتپاک ملاقاتیں۔ مخلصانہ پوچھ گچھ۔ کلّو کلو بنا تھا کلوں، ڈوون کی عورتیں معذور سے معذور اور مجبور بھی مجبور، سہارے نے لاٹھیاں ٹیکے سب ہی آگئیں۔ ادھر مردانے میں کوٹھی کی عظمت وسعت قدیم زیبائش و آرائش اور بیٹھنے والوں کی سادگی کے خلاف تعداد۔ آہ! ادھر سجادہ نشینان کاکوری ادھر مولوی شمیم الدین، وہاں منشی انعام علی حسب باشان بزرگی و وقار۔ یہاں منشی احترام علی باوجود ریش و فش۔ دین خاں کے بیٹے کاکوروی ثم پاکستانی، صادق علی کوٹھی تلہ، شہاب الدین کرمانی بسیرۂ ذی عمر، گر ماشاء اللہ صورتاً جوان، جوانوں میں جوان بوڑھوں میں بوڑھے۔ سعید احمد علوی ایڈیٹر کاکوری اخبار ظاہر میں شریک بزم باطن میں کاکوری اخبار میں محفل کی روداد کے پوائنٹ جمع کرنے میں مشغول۔ عبدالمجید صاحب مالک شیر پبلیشر دہلی اور محمد نعیم صاحب سندیلوی، دولہن کے ماموں سرادولا والاقبال وغیرہ شریک بزم مسرت و شادمانی۔ شاہ مجتبیٰ حید عرف بجن میاں نے اپنے مخصوص انداز میں نکاح پڑھایا۔ قاضی احمد الرحمٰن وکیل افتخار احمد عرف سنّے بھوا اور خواجہ عزت علی گواہ۔ چھوہارے کی لوٹ پر حیات نو کے آثار۔ اس سے فرصت ہوئی۔ دستر خوان بچھی الوان اور انواع سے دستر خوان بھرا پڑا ہے۔ ہر چیز لذیذ ہر قسم مزیدار۔

لوگوں میں چہ می گوئیاں۔ وہ دیکھیے گیہوں دھنہ من کا چاول کی قیمت۔ داستان محض طوالت طلب۔ ادھر اندر ۳ بجے تک لنگر بٹتا رہا۔ ۴ بجے کے بعد دلہن رخصت ہوئی مغرب سے قبل یہ سب دار غربت سے ڈاکٹر مصطفیٰ احسن علوی کے دارالاقامہ پر پہونچے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں آید تام
دانہ در مصلحت یاران خبرے نیست کہ نیست

مراسلہ

محترم من! خلوص بیکراں۔

ایک افسانہ اور غزل ارسال خدمت ہے یکے بعد دیگرے شائع فرمائیے گا لیکن براہ کرم اس مختصر افسانے کو ایک ہی قسط میں شایع کیجیے گا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اس مختصر سے افسانے کو دو قسطوں میں منقسم کر دینے سے نہ صرف اس افسانے کی موت واقع ہو جائے گی بلکہ میرے انتقال کر جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

نوٹ: پرچہ کو زیادہ بہتر بنانے کی سعی فرمائیے اسے ایسی شکل دیجیے کہ وہ عام لوگوں میں مقبولیت حاصل کر سکے تاکہ خریدار بڑھ سکیں۔ حالات کے لیے صرف ایک صفحہ مقرر کیجیے باقی صفحات ادبی ہونا چاہیے۔ اور اگر آپ اس کا سائز ۲۰×۳۰ کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جمال علوی (جنرل سکریٹری اردو سماج مرکز آگرہ)

جواب مراسلہ:-

آپ کے مشورہ کا از حد شکریہ!

بندہ پرور کاکوری اخبار کی ثنا و بقا خبر نامہ ہی پر ہے ہند و پاک میں اگر بے چینی سے انتظار ہوتا ہے تو صرف خبر نامے کی وجہ سے لہٰذا اس میں کسی طرح کی ترمیم ناممکن سی بات ہے ادبی شہ پارہ کے لیے صفحات کا اضافہ خود کمیٹی کے زیر غور ہے۔ (ایڈیٹر)

عورت کی فطرت کا ایک نفسیاتی تجزیہ

"قطرہ ایک انگارے دو"

اقبال علوی بی کام

افق سے پھوٹتی ہوئی کرنوں کے سرخ سرخ آنچل تالاب پہ ڈگمگیے جھکے ہوئے تھے۔ قرمزی، سنہری، روپہلی کرنیں کنول کے سرخ و سپید پھولوں کے چاروں طرف مچل رہی تھیں۔ شبنم کے قرمزی قطرے، زمرّدہ سبزہ زار پر انگڑائیاں لے رہے تھے۔ سحر کائنات کا ہر ایک ذرّہ مخمور ہو رہا تھا۔ مدھر مدھر تاروں سے نکلتے اور لہراتے ہوئے رنگین نغمے فضا میں گنگناہٹ اور ارتعاش پیدا کر رہے پھولوں سے لدی ہوئی ہر ایک ڈالی موسیقی کے نضائی گہوارے میں جھول رہی تھی۔ زیور گل سے آراستہ چنبیلی کے جھنڈ میں وہ بدلی کا حسین چاند بن کر ستار بجا رہی تھی۔ منتشر ہوتی ہوئی سحر آگیں لہروں میں کائنات سے دور مگر منزل سے قریب.... اپنے خوابوں کی منزل کے قریب پہنچ گئی تھی۔ ظفر کی موجودگی یوں بھی اس کی مدہوشی میں اضافہ کا باعث ہوتی تھی مگر جب وہ اپنی سبک انگلیوں سے ستار کے سیمیں تاروں کو چھیڑتا تو شمیم کے دل کے سارے تار جیسے ایک دم سے جھنجھنا اٹھتے اور وہ بے خودی کی سرحد پار کر کے مدہوشی کی آغوش میں اٹکھیلیاں کرنے لگتی۔ اس کی انگلیاں سرخ و سپید پھولوں کے زیر عکس ستار کے تاروں پر دوڑ رہی تھیں۔ جیسے قوس و قزح کے تمام رنگ منتشر ہو رہے ہوں۔ منتشر ہوتی ہوئی موسیقی سے ساری فضا میں نغموں کا ایک انوکھا طلسم پھیلتا جا رہا تھا۔

طلعت دوسرے کمرے کے روزن سے اس کی لانبی لانبی سبک انگلیوں کی چال دیکھ رہی تھی۔ بے اختیاری میں اس کا دل انگلیوں کی ہر چال پر تھرک رہا تھا۔ ستار کے تاروں پر رقص کرتی انگلیاں..... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اماوس کی سیاہ رات میں ضیا پاش تاروں کا حسین رقص ہو رہا ہو۔

پورے ماحول کے طلسمی سکوت میں دبتے ابھرتے ہوئے تاروں کے دلکش ترنم سے اور اس کی دلچسپی کا پوشیدہ مفہوم آشکارا ہو کر کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں سرایت کر رہا تھا۔

اور جیسے دل کی دھڑکن ایک دم سے رک گئی ہو۔ ایک سناٹا ایک طویل سناٹا۔ ماحول کا سکوت اچانک ہی فضا پر حکمراں ہو گیا ستار ایک جانب رکھ کر وہ ایک دلآویز انداز سے مسکرایا اور شمیم ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی جیسے ابھی ایک اچھا سا خواب دیکھ کر جاگی ہو— "آؤ چلیں۔"

اس نے ظفر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تخیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور روزن سے جھانکتی ہوئی طلعت کے دل پر جیسے ہزاروں سانپ سے لوٹنے لگے۔ رشک و حسد کا سرخ آگینہ، گیت جو ہر عورت کا فطری زیور ہے طلعت کے انگ انگ میں رچنے لگا۔ اور وہ ایک سرخ پاش انداز سے ہاتھ ملتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب روانہ ہو گئی۔

دیکھو انسان کس قدر ذلیل اور بے شرم ہو گیا ہے۔ کسی کی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ مزے کرے— کیا یہ کمینگی نہیں ہے؟" ٹھیک اسی وقت ایک سنہری نوخیز سی کنواری کرن شبنم کے ایک مچلتے ہوئے قطرے سے گویا ہوئی۔

کیا مطلب؟ شبنم کے انجان پن سے مجسم سوالیہ نشان بنتے ہوئے پوچھا اور پھولوں سے لدی ہوئی ایک ڈالی بھی لچک لچک کر ان کی باتیں سننے لگی۔ "مطلب تو صاف ہے بے چارے ظفر بھائی کو دیکھو سیدھے سادے سے نوجوان ہیں۔ اور طلعت و شمیم دونوں ہر وقت ان کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔ اور وہ ہیں فرشتہ خصلت انسان.... محبت تو وہ ہر ایک سے کرتے ہیں لیکن .... وہ ہوس سے بالکل پاک ہوتی ہے

یہ ظفر بھائی کیا کرتے ہیں، اور یہ دونوں ان کی کون ہیں۔ شبنم نے جاتے ہوئے شمیم و ظفر کی جانب دیکھا۔

"ظفر بھائی تو ابھی پڑھتے ہیں۔ شمیم صاحبہ ان کی خالہ زاد بہن ہیں اور بیوی طلعت ان کی بھابھی ہیں۔ تعریف تو یہ ہے کہ دونوں کے شوہر موجود ہیں۔ پھر بھی ..... کرن نے رک کر شبنم کے حیرانی تغیرات کو دیکھا اور پھر اپنی بات شروع کر دی۔

تجھے کیا معلوم تو تو روز تھوڑی دیر کے لئے صحن چمن میں اترتی ہے اور پھر سورج نکلتے ہی نسیم سحری میں جذب ہو جاتی ہے۔"

"اچھا ۔ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ ان دونوں کے خیالات خراب ہیں۔" شبنم نے کریدتے ہوئے پوچھا مگر اس کی آواز میں لرزش تھی۔ کیونکہ اس کا لرزاں جسم آہستہ آہستہ بھتی ہوئی خاک ذرّوں کی نذر ہوتا جا رہا تھا۔

"ارے ان دونوں کے خیالات بیحد خراب ہیں۔ میں نے تو اکثر شمیم باجی کے دہکتے ہونٹوں کو چومتے ہوئے ظفر بھائی کے گلابی رخساروں میں جذب ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

"اوہو..... اچھا بہن میں تو اب چلتی ہوں" اور شبنم اٹھکیلیاں کرتی ہوئی ہوا کے دوش پر فضا میں تحلیل ہو خلائے بسیط کی جانب روانہ ہو گئی۔

"نہیں ابھی اور کھائیے" طلعت بڑے اصرار سے ظفر بھائی کو کھلا رہی تھی اور اس کا ایک ہاتھ ان کے گلے میں حلقہ زن تھا پیڑوں کے ایک جھرمٹ سے شمیم نے انہیں دیکھا اور اس کا دل جیسے ایک دم سے برق پاشیاں کرنے لگا۔ وہ جلنے لگی۔ اپنی ہی آگ میں۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں مگر پھر.......!

"کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔ ظفر بھائی نے طلعت کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔ "اوں ہوں" طلعت نے مسکراتی ہوئی پلکوں کا بھرپور جادو ظفر بھائی پر ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔

"کوئی کچھ بھی کہا کرے۔ پرواہ کون کرتا ہے" طلعت نے ذرا ٹھنک کر خفا ہو جانے والے انداز سے ظفر بھائی کی جانب دیکھا اور نو خیز سی نیلی کرن نے سراپا حیرت بن کر اپنے دانتوں تلے انگلی دبالی۔

پاکستانی ڈاک

بیگم اظہار علی صاحب عباسی ۔ ادھر کئی دن سے اعصابی تکلیف کی وجہ سے بہت پریشان رہیں اب بحمداللہ رو بصحت ہیں۔ موصوفہ بیگم حسن دولہا صاحب کے ہمراہ عازم وطن ہیں امید ہے اکتوبر کے پہلے دوسرے ہفتے میں پہونچ جائیں گی۔

مطیع الدین احمد کرمانی صاحب کراچی پہونچ گئے ہیں اپنی کوششوں میں مصروف ہیں۔

ایم اے پاور اور جناب احسن مجتبیٰ صاحب علوی کاکوری کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے قیام کا جلد اعلان کرنے والے ہیں۔

بیگم نظام الدین صاحب علوی شدید طور پر علیل ہو گئی تھیں اور ہولی فیملی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

مادر علمی

(مدرسہ اسلامیہ [illegible] کاکوری)

کی لاکھوں دعائیں اپنے ان سپوتوں کے لئے جنہوں نے اس کی فریاد گوش ہوش سے سنی اور عملاً جود وسخا کا ہاتھ بڑھا کے اسکی رکھوالی کیلئے چندہ بھیجا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ ان کی روزیوں میں برکت دے اللہ ان کے دل ٹھنڈے رکھے اللہ کرے ان کے علم و ثقافت کا درخت خوب پھولے خوب پھلے ہم آئندہ اشاعت میں انشاءاللہ ان کے نام شائع کرنے پر باوجود مخالفت کے مجبور ہو گئے۔ تعجب ہے کہ اسکے سپوتوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی آہ و پکار کان نہیں دھرے معلوم نہیں کیوں؟

جب نہیں تو اب سہی۔ دیر آید درست آید۔ مادر علمی کا

حالاتِ وطن

موسم:-

یوں کہنے کو برسات ہوئی مگر صحیح معنوں میں آخری دو چار چھینٹوں نے کاشتکاروں کے آنسو ضرور پونچھ دیئے۔ دھان جس کے لئے آبپاشی کی ضرورت تھی وہ ضرور سنبھل گئے مگر دوسری طرف موسم کی یک بیک تبدیلی ہو جانے سے نت نئی بیماریوں کو پھیلنے کا موقع مل گیا۔ حالت یہ ہے کہ مشکل سے کوئی گھر ایسا ملے گا جس میں نزلہ، زکام، بخار، نمونیا، پسلی چلنا، میعادی بخار میں دو چار نہ پڑے ہوں۔ دن کی تیز دھوپ رات کی خاصی خنکی بچوں کے لئے زیادہ پریشان کن ہو رہی ہے

کاکوری کی لاریاں:

فی الحال کاکوری میں تین لاریاں چل رہی ہیں یکم اکتوبر سے ان کے اوقات میں تبدیلی کی گئی ہے۔ صبح کو ۸ بجے پہلی گاڑی ۹ بجے دوسری اور ۱۰ بجے تیسری گاڑی جاتی ہے۔

لکھنؤ سے ½۱۱ بجے اور ½۱۲ بجے کاکوری کے لئے روانہ ہوتی ہیں اسی طرح دوسرے وقت ۳ بجے اور ½۴ بجے روانہ ہوتی ہیں۔ اور لکھنؤ سے ½۴ بجے اور ½۵ بجے اور ½۶ بجے مقررہ وقت روانگی کا ہے مگر آخری گاڑی کبھی بھی مقررہ وقت سے روانہ نہیں ہوتی۔

اب تو خیر اس مسافر ٹیکس کے نفاذ نے بہت بڑی حد تک پابندیوں میں جکڑ دیا ہے مگر پھر بھی ہم اہلکاران لاریوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائیں گے کہ وہ بعض بدنظمیوں بے ترتیبیوں اور مسافروں کی پریشانیوں کا خیال رکھیں

علالتیں:

صلاح الدین علوی: موصوف ۲۵؍ستمبر سے میعادی بخار میں مبتلا ہیں۔ لکھنؤ میں مرتضیٰ علی صاحب عباسی کے یہاں مقیم ہیں پہلے ڈاکٹر نیّر بہادر کا علاج ہوا۔ اب ڈاکٹر استھانہ صاحب کا علاج ہے ابھی تک بخار اترا نہیں ہے۔

انیس احمد صاحب عباسی: موصوف کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ پہلے سے قدرے بہتر ضرور ہیں۔ مگر ہنوز سر پر کو تبخیر کی کیفیت ہو جاتی ہے۔

حاجی انعام علی صاحب موصوف کو ابھی کوئی خاص فائدہ نہیں۔ کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ لاغر بھی کافی ہو گئے ہیں مرض میں قدرے سکون ضرور ہے۔

بیگم قاضی فاروق حسن صاحب لکھنؤ کی اطلاع ہے کہ موصوفہ آج ۱۵؍۲۰ دن سے شدید کھانسی میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ کئی راتیں تو انتہائی پریشان کن گذریں۔ ڈاکٹر فریدی صاحب کے زیر علاج ہیں۔ ابھی تک تکالیف میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔

بیگم علی رضا صاحب ایڈوکیٹ: کاپی پریس جا رہی تھی کہ لکھنؤ سے خبر ملی کہ بیگم علی رضا صاحب ایڈوکیٹ کی طبیعت پھر زیادہ خراب ہو گئی ڈاکٹر انجنیئر نے اسپتال میں داخلے کا فوری مشورہ دیا ہے۔

موصوفہ کوئین میری اسپتال میں داخل ہو گئی ہیں۔ بعد کی خبر سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر انجنیئر نے آپریشن ضروری سمجھتے ہوئے آج ۹؍اکتوبر کو آپریشن کر دیا۔ الحمدللہ آپریشن کامیاب ہوا طبیعت روبسکون ہے۔

شادی خانہ آبادی

یہ خبر انتہائی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ:

اشتیاق حسن صاحب علوی کی شادی خانہ آبادی بنت راحت [illegible] علی صاحب کے ساتھ ۷؍اکتوبر ۶۲ء ½۱۱ بجے دن —

کہ منشی منی احتشام علی صاحب تاڑتلہ کاکوری میں بخیر وخوبی انجام پائی۔ نکاح حضرت مولانا شاہ مجتبیٰ حیدر صاحب نے پڑھا۔ بعد عقد باراتیوں کو پرتکلف دعوت دی گئی۔ قریب ۵ بجے شام بارات رخصت ہوئی۔ ہم دولہا دلہن دونوں کے جملہ اعزاء کو اس تقریب کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منظر الدین صاحب علوی مطلع فرماتے ہیں کہ انھیں بذریعہ رجسٹرڈ تحریر یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ان کے بھائی **فصیح الدین** صاحب علوی کا نکاح پاکستان کراچی میں دختر احتشام الدین صاحب علوی سے ہو گیا۔ نکاح احسن مجتبیٰ صاحب علوی نے پڑھا۔ لکھنؤ میں مقیم لڑکی کے پاس ایجاب قبول کے لئے رجسٹرڈ تحریر آئی ہے یہاں ایجاب قبول کی تقریب [illegible] ہونے والی ہے۔

نکاح تو بہر حال ہو ہی چکا۔ اللہ مبارک کرے۔ ہم مولوی احتشام الدین صاحب اور منظر الدین صاحب دونوں کو ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

پیدائش

یہ خبر بھی مسرت کے ساتھ سنی گئی کہ انظہر علی کرمانی کے محل میں ۱۵ ستمبر ۶۲ء یوم ہفتہ ۱۱ بجے دن بچہ پیدا ہوا۔ زچہ بچہ دونوں بخیریت ہیں۔ ہم جملہ اعزاء کو خصوصاً حافظ نصیر احمد صاحب علوی کو نواسے کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر مشتاق احمد صاحب کی ایک تحریر سے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ کئی سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد اب حافظ نصیر احمد صاحب علوی کی پنشن کی منظوری آگئی ہے۔ احکام ابھی نہیں آئے ہیں۔

حیدری صاحب: لکھنؤ کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ منشی غلام حسنین صاحب حیدری عارضی پرمٹ پر کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

مقتدی حسن علوی صاحب جو کہ تیرہ برس سے کراچی میں تھے حسن اتفاق کہ ۱۰ اکتوبر ۶۲ء کو وطن آگئے۔

لطیف احمد علوی صاحب بڑگام سے چند ایام کے لئے وطن آگئے ہیں۔

حافظ حسن احمد صاحب علوی مدرس مستقل پر فیڈرل اسکول کاغذ نگر اپنے وطن ۱۱ اکتوبر کو چند ایام کے لئے آئے ہیں۔

ڈاکٹر مشتاق احمد علوی ہیلتھ انسپکٹر مرزاپور ۹ اکتوبر کو وطن آئے ہیں۔

طارق علوی صاحب جو اپنی ہمشیرہ کی شادی کے سلسلہ میں وطن آئے ہوئے تھے ۱۲ اکتوبر کو کراچی واپس ہوگئے

محبان "کاکوری اخبار" سے گذارش

افسوس ہے کہ محبان کاکوری اخبار سرد مہری کے ساتھ نہ معلوم کس امر کے منتظر ہیں کہ ان کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ اخبار کا چندہ فی الفور مقررہ اصحاب کے پاس جمع کردیں۔ پاکستان میں رہنے والے اہل وطن کو خصوصی توجہ دلائی جاچکی اور اب پھر دلائی جارہی ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ فوراً جمع کر دیں۔ اسی طرح ہند و پاکستان میں رہنے والے اہالیان وطن بھی اپنا چندہ فی الفور روانہ فرمادیں۔ امید ہے کہ ہماری یہ گذارش حسب الضرورۃ ثابت ہوگی اور پھر اس امر کی جانب توجہ دلانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

منیجر کاکوری اخبار

ڈاکٹر سید احمد علوی پرنٹر پبلشر نے سرفراز قومی پریس ناداں محل روڈ لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پوسٹ کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔